شیخ صدوقؒ زمانہ غیبت صغریٰ کے عظیم محدّث

سید علی رضا کاظمی[1]
aliraza7429@gmail.com

کلیدی کلمات: امام زمانہؑ، شہر رے، نواب اربعہ، کتب اربعہ، غیبت کبریٰ و صغریٰ

خلاصہ

شیخ صدوقؒ ایران کے مقدس شہر قم میں ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن کے ایام اپنے والد کے زیر سایہ گزارے۔ بعض علمائے رجال نے آپ کو "رئیس المحدثین" اور "صدوق الطائفہ" جیسے القاب سے نوازا ہے۔ شیخؒ کے زمانے کی اہم ترین سیاسی اور سماجی روئیداد غیبت صغریٰ اور کبریٰ ہے۔ لہٰذا شیخ نے امامؑ کے نواب اربعہ میں سے تیسرے اور چوتھے نائب کا زمانہ درک کیا ہے۔ اس لحاظ سے آپ نے اپنی زندگی کے ۲۲ یا ۲۳ سال غیبت صغریٰ میں اور بقیہ زندگی غیبت کبریٰ میں بسر کی ہے۔

آپ کے زمانے میں بنی عباس کا سلسلہ حکومت تھا۔ اسی زمانے میں شیخ صدوقؒ کے بقیہ ادیان و مذاہب سے علمی مناظرات بھی منعقد ہوئے جن میں انہوں نے اپنی علمی، اخلاقی اور معنوی شخصیت کا لوہا منوایا۔ اسی دوران شیخ صاحب بن عبّاد کے کتابخانے سے مستفید ہوئے اور بہت سے مشائخ حدیث سے استماع حدیث کیا۔ اس دور میں آپ نے اہم ترین کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" تدوین کی۔ آپ کی تالیفات کی تعداد ۳۰۰ کے قریب ہے۔ شیخ صدوقؒ نے عالم اسلام کے بہت سے شہروں کا سفر کیا اور کئی علمی، فکری اور تدریسی امور انجام دیے۔ آخر کار یہ عظیم عالم اور محدث ۳۸۱ھ میں اس دار فانی سے وداع کر گئے اور انہیں حضرت عبد العظیم حسنی کے جوار بابرکت میں دفن کیا گیا۔

محمد بن علی بن حسین بن موسی بن بابویہ معروف بہ شیخ صدوقؒ ایران کے مقدس شہر قم میں ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا۔ والد محترم علی بن حسین بن موسی بن بابویہ قمی اپنے زمانے کے جید علما اور باعظمت فقہا میں شمار ہوتے تھے۔ اگرچہ ان ایام میں قم علما اور فقہا کا مرکز تھا، لیکن پرچم ہدایت و مرجعیت اسی عالم زاہد و عابد کے ہاتھوں میں تھا۔ آپ کے والد گرامی کی عظمت و شخصیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کو وقت کے گیارہویں امام (امام حسن عسکری علیہ السلام) نے خط لکھا اور اس میں آپ کو "شیخ"، "فقیہ" اور "قابل اعتماد" انسان جیسے القاب سے نوازا۔ یہ خط اپنی نوعیت کا ایک منفرد خط ہے جو امامؑ نے اپنے کسی نہایت قابل اعتماد انسان کو لکھا ہے۔
اصحاب تراجم و مؤلفین حدیث و رجال اس بات پر متفق ہیں کہ شیخ صدوقؒ کی ولادت باسعادت غیبت صغریٰ کے زمانے میں حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی خصوصی دعا سے ہوئی۔ خود شیخ صدوقؒ نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ وہ امام زمانہؑ کی بابرکت دعائے سے پیدا ہوئے:

"اَنَ أَبُوعَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يَقُولُ أَنَا وُلِدْتُ بِدَعْوَةِ صَاحِبِ الْأَمْرِ(ع)" (1)

یعنی: "ابو عبداللہ حسین ابن عبید اللہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ابو جعفر کو یہ کہتے سنا کہ میں صاحب الامر (علیہ السلام) کی دعا سے پیدا ہوا۔"

اگرچہ کسی تذکرہ نویس نے آپ کی سوانح حیات میں اس بات کا صراحت سے ذکر نہیں کیا کہ آپ کی تاریخ ولادت کس سال اور کس مہینے میں ہوئی تاہم جو بات مسلّمہ طور پر ثابت ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی ولادت ۳۰۵ ہجری سے قبل نہیں ہوئی۔ کیونکہ آپ کے والد گرامی علی بن بابویہ قمی نے امامؑ کو خط لکھا اور اسے امامؑ کے نائب خاص اور وکیل، شیخ ابو القاسم حسین بن روح کے سپرد کیا۔ دوسری جانب سے ہم یہ بھی جانتے

1۔ مذہبی سکالر و محقق (حوزہ علمیہ قم)

ہیں کہ ۳۰۵ہجری تک محمد بن عثمان امالکے وکیل خاص رہے۔اور جس سال محمد بن عثمان کی رحلت ہوئی، وکالت حسین بن روح کے سپرد کی گئی تھی۔ان قرائن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شیخ صدوقؒ کی ولادت ۳۰۵ہجری کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔

بچپن

شیخ صدوقؒ کے بچپن اور لڑکپن کے ایام اپنے والد گرامی کے زیر سایہ گزرے۔ شیخ نے اس دوران اپنے اس عظیم والدکے زیر سایہ رہ کر تعلیم و تربیت کے مختلف مراحل کو طے کیااور انہی کی زیر سرپرستی مختلف علوم و معارف کو اعلیٰ اخلاق، عملی و تربیتی مراحل کے ساتھ طے کیا کہ جس کی مثال اپنے زمانے میں کہیں نہیں ملتی۔ لہٰذا وہ اپنے زمانے میں اسلامی اخلاق و کردار کا عمدہ نمونہ سمجھے جاتے تھے۔وہ خداداد صلاحیت، قوت حافظہ اور فہم وفراست میں بے پناہ کمالات کے مالک تھے۔یہی وجہ تھی کہ انہوں نے بیس سال کی عمر میں ہزاروں احادیث و روایات کے مجموعے کو ان کی مکمل اسناد کے ساتھ حفظ کیا۔ابھی آپ کا سن فقط ۲۲ یا ۲۳سال تھاکہ آپ کے والد گرامی کا سایہ اٹھ گیااور اپنے اس عظیم مربی کی شفقت سے محروم ہونے کے بعد احادیث آلِ محمد ﷺ کی تبلیغ و نشر ذمہ داری آپ پر آپڑی اور اُمت کی ہدایت کا بوجھ بھی آپ کے سر آپڑا۔

شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے بارے میں علمائے امامیہ کے اقوال:

بعض علمائے رجال جیسے "شیخ طوسیؒ" اور "نجاشیؒ" نے آپ کو "رئیس المحدّثین"اور "صدوق الطائفہ" جیسے القاب سے نوازاہے۔اور بعض دوسرے علماآپ کو دیگر عناوین جیسے "وجہ الطائفہ" اور "الصدوق فی مایرویه عن الائمة الطاهرین" سے یاد کرتے ہیں اور مجموعی طور پر تمام فقہااور علمائے اسلام آپ کو نہایت احترام و تعظیم سے یاد کرتے ہیں اور آپ کی عدالت کی توثیق کرتے ہوئے آپ کے علمی مقام کا نہایت فصیح و بلیغ انداز میں اقرار واعتراف کرتے ہیں۔ان میں سے چند علماکے اقوال کچھ اس طرح ہیں:

ا۔معروف فقیہ شیخ طوسیؒ:

"محمّد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویه القمّی، یکنّی أبا جعفر. کان جلیلا، حافظا للأحادیث، بصیرا بالرجال، ناقدا للأخبار، لم یرفی القمّیّین مثله فی حفظه و کثرة علمه." (2)

یعنی: "محمد ابن علی ابن الحسین ابن موسی ابن بابویہ قمی کی کنیت ابو جعفر ہے۔آپ جلیل قدر کے مالک، احادیث کے حافظ، رجال میں بصیرت رکھنے والے اور احادیث کے ناقد تھے۔اہل قم میں حافظے اور علم کی کثرت میں آپ سا کوئی فرد نہیں دیکھا گیا۔"

اگر شیخ طوسیؒ کی عبارت کو علم رجال وتراجم کے قواعد کی روشنی سے دیکھا جائے تو اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے مرحوم شیخ صدوقؒ کو اس نوعیت کے القاب سے یاد کرنا ان کے علم و فضل کی نشاندہی کرتا ہے۔" کان جلیلا" سے مراد آپ نہایت بلند علمی و روحانی مقام کے حامل ہیں۔ دوسرا خطاب آپ کو "حافظا للأحادیث" کے عنوان سے دیا گیا ہے، جس میں آپ کے حدیث میں حافظہ سے متعلق اعتراف کیا گیا ہے۔اور یہ ذکر پہلے بھی گذر چکا ہے کہ آپ کو فقط ۲۰ سال کے سن میں ہزاروں احادیث حفظ تھیں۔اس کے علاوہ آپ کو "بصیرا بالرجال" جیسے لقب سے نوازا گیا جو اس زمانے میں علمِ رجال و درایت کے ایسے ماہر کو دیا جاتا تھا جو روایات کے صحیح سلسلہ اسناد کی مکمل شناخت وآگاہی رکھتا ہواور پھر آپ کو "ناقدا للأخبار" جیسے علمی وفنی لقب سے نوازا گیا، جس سے مراد ہے کہ آپ سلسلہ احادیث پر علمی و فنی تنقید کے ماہر تھےاور اپنے زمانے میں شہر مقدس قم کی ان نمایاں شخصیات میں آپ کا شمار ہوتا تھا جو احادیث کے حفظ اور اس کی تعلیم و تبلیغ میں نمایاں مقام کے حامل تھے۔اور علمِ حدیث و روایات آپ کی تالیفات کی مجموعی تعداد ۳۰۰ کے قریب ہے جس سے آپ کے علم حدیث میں تبحر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۲۔ عظیم رجالی عالم نجاشیؒ:

محمد بن علی بن الحسین بن موسی بن بابویه القمی أبو جعفر، نزیل الری، شیخنا و فقیهنا و وجه الطائفة بخراسان، و کان ورد بغداد سنة خمس و خمسین و ثلاثمائة، و سمع منه شیوخ الطائفة و هو حدث السن. و له کتب کثیرة، منها: کتاب التوحید، کتاب النبوة، کتاب إثبات الوصیة لعلی علیه السلام، کتاب إثبات خلافته، کتاب إثبات النص علیه، کتاب إثبات النص علی الأئمة علیهم السلام، کتاب المعرفة فی فضل النبی و أمیر المؤمنین و الحسن و الحسین علیهم السلام... کتاب تفسیر القرآن، جامع کتاب أخبار عبد العظیم بن عبد الله الحسنی، کتاب تفسیر قصیدة فی أهل البیت علیهم السلام، أخبرنی بجمیع کتبه و قرأت بعضها علی والدی علی بن أحمد بن العباس النجاشی رحمه الله و قال لی: أجازنی جمیع کتبه لما سمعنا منه ببغداد و مات رضی الله عنه بالری سنة إحدی و ثمانین و ثلاثمائة. (3)

یعنی: ”محمد ابن علی ابن الحسین ابن موسی ابن بابویہ ابو جعفر القمی، رے کے رہنے والے، ہمارے شیخ اور فقیہ اور خراسان میں (شیعہ) طائفہ کی پہچان، 355 میں بغداد میں وارد ہوئے۔ ابھی آپ نوجوان تھے کہ آپ سے طائفہ کے شیوخ نے احادیث سماع کیں۔ آپ کی بہت زیادہ تالیفات ہیں۔ ان میں سے "کتاب التوحید"، "کتاب النبوّة"، حضرت علی علیہ السلام کی وصایت کے اثبات پر کتاب، حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے اثبات پر کتاب، آپ کی امامت پر نص پر کتاب، ائمہ علیہم السلام کی امامت پر نص پر کتاب۔ نبی اکرم، امیر المومنین اور حسن و حسین علیہم السلام کی فضیلت کی معرفت پر کتاب۔۔۔قرآن کریم کی تفسیر پر کتاب، عبد العظیم الحسنی کی روایات کی کتاب کا مجموعہ، اہل بیت علیہم السلام کی شان میں قصیدہ کی تفسیر پر کتاب شامل ہیں۔ مجھے ان کی تمام کتابوں کے بارے میں خبر دی اور میں نے ان میں سے بعض کتابیں اپنے والد علی ابن احمد ابن عباس نجاشی علیہ الرحمہ سے پڑھی ہیں اور انہوں نے مجھے بتایا کہ جب ہم بغداد میں ان کے پاس سماع کرتے تھے تو انہوں نے مجھے اپنی تمام کتب کی اجازت دی تھی اور آپ رضی اللہ عنہ نے 381 میں رے میں وفات پائی۔“

مندرجہ بالا عبارت سے واضح ہوتا ہے نجاشیؒ، شیخ صدوقؒ کے خاص مقام و عظمت کے قائل تھے۔ اسی طرح نجاشی آپ کو ”شیخنا و فقیهنا و وجه الطائفة بخراسان“ جیسی عبارات سے نوازتے ہیں جس کا مطلب ہے کہ آپ خراسان کے علمائے شیعہ کے شیخ (استاد و عالم حدیث) اور فقیہ (مرجع) ہونے کے علاوہ وہاں کے شیعوں کیلئے ایک عظیم و درخشاں شخصیت بھی سمجھے جاتے تھے۔ اُن کی عبارت سے یہ بھی واضح و نمایاں ہوتا ہے کہ آپ نے نوجوانی میں بغداد کا سفر کیا اور وہاں عظیم شیعہ شیوخ حدیث نے آپ سے استماع حدیث کیا۔ نجاشی نے آپ کی جن کتابوں کی تفصیل یہاں بیان کی ہے اُن کی فہرست درج ذیل ہے:

1.	کتاب مدینة العلم	2.	کتاب المقنع فی الفقہ	3.	کتاب العرض علی (فی) المجالس
4.	کتاب علل الشرائع	5.	کتاب ثواب الأعمال	6.	کتاب عقاب الأعمال
7.	کتاب الأوائل	8.	کتاب الأواخر	9.	کتاب الأوامر
10.	کتاب المناہی	11.	کتاب الفرق	12.	کتاب خلق الإنسان
13.	کتاب الرسالة الأولة فی الغیبة	14.	کتاب الرسالة الثانیة	15.	کتاب الرسالة الثالثة
16.	کتاب الرسالة فی إرکان الإسلام	17.	کتاب المیاہ	18.	کتاب السواک

.19	كتاب الوضوء	.20	كتاب التيمم	.21	كتاب الأغسال
.22	كتاب الحيض والنفاس	.23	كتاب نوادر الوضوء	.24	كتاب فضائل الصلاة
.25	كتاب فرائض الصلاة	.26	كتاب فضل المساجد	.27	كتاب مواقيت الصلاة
.28	كتاب فقه الصلاة	.29	كتاب الجمعة والجماعة	.30	كتاب السهو
.31	كتاب الصلوات سوى الخمس	.32	كتاب نوادر الصلاة	.33	كتاب الزكاة
.34	كتاب الخمس	.35	كتاب حق الجداد	.36	كتاب الجزية
.37	كتاب فضل المعروف	.38	كتاب فضل الصدقة	.39	كتاب الصوم
.40	كتاب الفطرة	.41	كتاب الاعتكاف	.42	كتاب جامع الحج
.43	كتاب جامع علل الحج	.44	كتاب جامع تفسير المنزل فی الحج	.45	كتاب جامع حجج الأنبياء
.46	كتاب جامع حجج الائمة عليهم السلام	.47	كتاب جامع فضل الكعبة و الحرم	.48	كتاب جامع آداب المسافر للحج
.49	كتاب جامع فرض الحج والعمرة	.50	كتاب جامع فقه الحج	.51	كتاب ادعية الموقف
.52	كتاب القربان	.53	كتاب المدينة وزيارة قبر النبی و الائمة عليهم السلام	.54	كتاب جامع نوادر الحج
.55	كتاب زيارات قبور الائمة ع	.56	كتاب النكاح	.57	كتاب الوصايا
.58	كتاب الوقف	.59	كتاب الصدقة والنحل والهبة	.60	كتاب السكنى والعمری
.61	كتاب الحدود	.62	كتاب الديات	.63	كتاب المعايش والمكاسب
.64	كتاب التجارات	.65	كتاب العتق والتدبير والمكاتبة	.66	كتاب القضاء والأحكام
.67	كتاب اللقاء والسلام	.68	كتاب صفات الشيعة	.69	كتاب اللعان
.70	كتاب الاستسقاء	.71	كتاب فی زيارة موسى ومحمد عليهما السلام	.72	كتاب جامع زيارة الرضا عليه السلام
.73	كتاب فی تحريم الفقاع	.74	كتاب المتعة	.75	كتاب الرجعة
.76	كتاب الشعر	.77	كتاب معانی الأخبار	.78	كتاب السلطان
.79	كتاب مصادقة الإخوان	.80	كتاب فضائل جعفر الطيار	.81	كتاب فضائل العلوية
.82	كتاب الملاهی	.83	كتاب السنة	.84	كتاب فی عبد المطلب و عبد الله و ابی طالب عليهم السلام
.85	كتاب فی زيد بن علی عليه السلام	.86	كتاب الفوائد	.87	كتاب الإنابة
.88	كتاب الهداية	.89	كتاب الضيافة	.90	كتاب التاريخ
.91	كتاب علامات آخر الزمان	.92	كتاب فضل الحسن والحسين عليهما السلام	.93	كتاب رسالة فی شهر رمضان
.94	جواب رسالة وردت فی شهر رمضان	.95	كتب المصابيح: المصباح الأول ذكر من روى عن النبی صلی الله عليه وآله من الرجال	.96	المصباح الثانی ذكر من روى عن النبی صلی الله عليه وآله من النساء
.97	المصباح الثالث ذكر من روى	.98	المصباح الرابع ذكر من	.99	المصباح الخامس ذكر من روى

	عن امیر المؤمنین علیہ السلام		روی عن فاطمة علیہا السلام		عن ابی محمد الحسن بن علی علیہ السلام
.100	المصباح السادس ذکر من روی عن ابی عبداللہ الحسین بن علی علیہ السلام	101	المصباح السابع ذکر من روی عن علی بن الحسین علیہ السلام	102	المصباح الثامن ذکر من روی عن ابی جعفر محمد بن علی علیہ السلام
.103	المصباح التاسع ذکر من روی عن ابی عبد اللہ الصادق علیہ السلام	104	المصباح العاشر ذکر من روی عن موسی بن جعفر علیہ السلام	105	المصباح الحادی عشر ذکر من روی عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام
.106	المصباح الثانی عشر ذکر من روی عن ابی جعفر الثانی علیہ السلام	107	المصباح الثالث عشر ذکر من روی عن ابی الحسن علی بن محمد علیہ السلام	108	المصباح الرابع عشر ذکر من روی عن ابی محمد الحسن بن علی علیہ السلام
.109	المصباح الخامس عشر ذکر الرجال الذین خرجت إلیہم التوقیعات	110	کتاب غریب حدیث النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و امیر المؤمنین علیہ السلام	111	کتاب الرجال المختارین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
.112	کتب الزہد: کتاب زہد النبی ص	113	کتاب زہد امیر المؤمنین ع	114	کتاب زہد فاطمة علیہا السلام
.115	کتاب زہد الحسن علیہ السلام	116	کتاب زہد الحسین علیہ السلام	117	کتاب زہد علی بن الحسین علیہ السلام
.118	کتاب زہد ابی جعفر ع	119	کتاب زہد الصادق علیہ السلام	120	کتاب زہد ابی ابراہیم علیہ السلام
.121	کتاب زہد الرضا علیہ السلام	122	کتاب زہد ابی جعفر الثانی ع	123	کتاب زہد ابی الحسن علی بن محمد ع
.124	کتاب زہد ابی محمد الحسن بن علی ع	125	کتاب اوصاف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ	126	کتاب دلائل الائمة و معجزاتہم علیہم السلام
.127	کتاب الروضة	128	کتاب نوادر الفضائل	129	کتاب المحافل
.130	کتاب امتحان المجالس	131	کتاب المواعظ	132	کتاب الخصال
.133	کتاب مختصر تفسیر القرآن	134	کتاب اخبار سلمان و زہدہ و فضائلہ	135	کتاب اخبار ابی ذر و فضائلہ
.136	کتاب التقیة	137	کتاب حذو النعل بالنعل	138	کتاب نوادر الطب
.139	کتاب جوابات المسائل الواردة علیہ من واسط	140	کتاب الطرائف	141	کتاب جوابات المسائل الواردة علیہ من قزوین
.142	کتاب جوابات مسائل وردت من مصر	143	"کتاب "جوابات مسائل وردت من البصرة	144	"کتاب "جوابات مسائل وردت من الکوفة
.145	جواب مسألة وردت علیہ من المدائن فی الطلاق	146	ذکر المجلس الذی جری لہ بین یدی رکن الدولة	147	کتاب فیہ ذکر من لقیہ من اصحاب الحدیث و عن کل واحد منہم حدیث
.148	کتاب العلل غیر مبوب	149	ذکر مجلس آخر	150	ذکر مجلس ثالث
.151	ذکر مجلس رابع	152	ذکر مجلس خامس	153	کتاب الحذاء والخف
.154	کتاب الخاتم	155	کتاب علل الوضوء	156	کتاب الشوری
.157	کتاب اللباس	158	کتاب المسائل	159	کتاب الخطاب

.160	کتاب فضل العلم	161	کتاب الموالاۃ	162	کتاب مسائل الوضوء
.163	کتاب مسائل الصلاۃ	164	کتاب مسائل الزکاۃ	165	کتاب مسائل الخمس
.166	کتاب مسائل الوصایا	167	کتاب مسائل المواریث	168	کتاب مسائل الوقف
.169	کتاب مسائل النکاح ثلاثۃ عشر کتابا	170	مسائل الحج	171	کتاب مسائل العقیقۃ
.172	کتاب مسائل الرضاؑ	173	کتاب مسائل الطلاق	174	کتاب مسائل الدیات
.175	کتاب مسائل الحدود	176	کتاب إبطال الغلو والتقصیر	177	کتاب السر المکتوم إلی الوقت المعلوم
.178	کتاب المختار بن إبی عبید	179	کتاب الناسخ والمنسوخ	180	کتاب جواب مسائۃ نیشابور (نیسابور)
.181	کتاب رسالتہ إلی إبی محمد الفارسی فی شھر رمضان	182	کتاب الرسالۃ الثانیۃ إلی إہل بغداد فی معنی شھر رمضان	183	کتاب إبطال الاختیار و إثبات النص
.184	کتاب المعرفۃ برجال البرقی	185	کتاب مولد إمیر المؤمنین علیہ السلام	186	کتاب مصباح المصلی
.187	کتاب مولد فاطمۃ علیہا السلام	188	کتاب الجمل		

۳۔ سید ابنِ طاووس

سید ابن طاووس نے بھی شیخ صدوقؒ کو ایک ایسی باعظمت شخصیت کا مالک قرار دیا ہے کہ جس کے علمی مقام اور عدالت (وثاقت) پر سب علماء اتفاق نظر رکھتے ہیں۔

۴۔ شہید اوّل

شہید اوّل آپ کو یاد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے کے شیعوں کے "رہبر و پیشوا" شمار ہوتے ہیں۔ الإمام بن الإمام الصدوق۔ (4)

۵۔ سید محقق داماد

سید محقق داماد ان کو "عروۃ الاسلام" کے عنوان سے یاد کرتے ہیں۔

۶۔ علامہ مجلسی

علامہ مجلسی آپ کو ان خصوصیات سے یاد کرتے ہیں:

من عظماء القدماء التابعین لآثار الأئمۃ النجباء الذین لا یتبعون الآراء و الأھواء و لذا ینزل أکثر أصحابنا کلامہ و کلام أبیہ رضی اللہ عنھما منزلۃ النص المنقول و الخبر المأثور۔ (5)

علّامہ مجلسی آپ کے علمی تقویٰ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ان علما میں سے تھے جو فقط اپنے آئمہ معصومین علیہم السلام کے فرامین کے مکمل اتباع کرتے اور نفسانی خواہشات اور شخصی میلانات سے مکمل پرہیز کرتے تھے اسی لئے اکثر شیعہ علما آپ اور آپ کے والد گرامی کے کلام کو اہل بیت علیہم السلام کی احادیث و روایات کے مقام پر سمجھتے تھے۔ اس تعبیر سے بھی شیخ صدوقؒ کی باعظمت شخصیت کا پتہ چلتا ہے۔

۷۔ علامہ بحرانیؒ

علامہ بحرانیؒ اسی بات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہمارے فقہا کی ایک تعداد جن میں سے علّامہ حلّی "مختلف الشیعہ" میں اور شہید "شرح الارشاد" میں اور سید محقق داماد، شیخ صدوقؒ کی مرسلہ روایات کو صحیح کے مقام پر سمجھتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے کیونکہ جس طرح روایاتِ مرسلہ ابنِ ابی عمیر قابل قبول ہیں، روایات مرسلہ شیخ صدوق بھی قابل قبول ہیں۔(6)

۸۔ مرحوم عبدالجلیل رازی قزوینی

مرحوم عبدالجلیل رازی قزوینی لکھتے ہیں کہ شیخ کبیر ابو جعفر بابویہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و فضیلت کا کوئی کیونکر انکار کر سکتا ہے، جبکہ ان کی تصانیف، وعظ اور درس وتدریس کا سلسلہ سرزمین رے سے لے کر بلاد ترکستان و ایلاق تک پھیلا ہوا ہے اور ان کے علم و فضل کے اثرات، زہد و امانت کے ثمرات کسی پر پوشیدہ نہیں۔(7)

۹۔ شیخ بہائیؒ

شیخ بہائیؒ آپ کو "رئیس المحدّثین وحجۃالاسلام" جیسے القاب سے نوازتے ہیں۔(8)

شیخ صدوقؒ اور غیبت کا زمانہ

بظاہر ہر فرد کی کامیابی میں اس کا ماحول کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ بلاشک و شبہ شیخ صدوقؒ کے زمانے کے حالات کا جائزہ لیے بغیر ان کی زندگی اور ان کی کامیابی کے بارے میں حتمی فیصلہ کرنا ناممکن ہوگا۔ کیونکہ امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے: فِي تَقَلُّبِ الْأَحْوَالِ عِلْمُ جَوَاهِرِ الرِّجَالِ(9) یعنی: "ہر انسان کی مردانگی کا جوہر اس کی زندگی کے بدلتے ہوئے حالات میں نمایاں ہوتا ہے۔"

شیخ کے زمانے کی اہم ترین سیاسی سماجی روئیداد غیبت صغریٰ اور کبریٰ ہے۔ لہٰذا شیخ نے امامؑ کے نواب اربعہ رحمۃ اللہ علیہم (10) میں سے تیسرے نائب شیخ ابوالقاسم حسین بن روح (م ۳۰۶ یا ۳۰۷ ہجری) اور چوتھے نائب علی بن محمد سمری کا زمانہ درک کیا ہے۔ اس لحاظ سے آپ نے اپنی زندگی کے ۲۲ یا ۲۳ سال غیبت صغریٰ میں گذارے ہیں اور بقیہ زندگی غیبت کبریٰ میں بسر کی ہے۔ آپ کے زمانے میں بنی عباس کا سلسلہ حکومت تھا یعنی ۳۰۶ ہجری سے لے کر ۳۸۱ ہجری تک سات عباسی خلفا وحکّام کا دور حکومت و بادشاہت رہا جو درج ذیل ہیں:

۱۔ مقتدر (۲۹۵ھ تا ۳۲۰ھ) — ۲۔ قاہر (۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ)
۳۔ راضی (۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ) — ۴۔ متقی (۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ)
۵۔ مستکفی (۳۳۳ھ تا ۳۳۴ھ) — ۶۔ مطیع (۳۳۴ھ تا ۳۶۳ھ)
۷۔ طایع (۳۶۳ھ تا ۳۸۱ھ)

اگرچہ اس صدی میں بہت سے عظیم تاریخی حوادث رونما ہوئے، جن میں سے ایک اہم موضوع بنی عباس کی مرکزی خلافت جس کا رقبہ مشرق میں ایران اور ہندوستان اور مغرب میں شام، مصر، اندلس اور مراکش تک پھیلا ہوا تھا، وہ اب شکستہ حالی کا شکار تھی اور اس کا استقلال زبوں حالی کی جانب گامزن تھا۔ حتی بعض علاقائی حکومتیں اگرچہ بغداد (مرکز خلافت) میں بنیں لیکن عملی طور پر خلیفہ کے احکامات کی تابع فرمان نہیں تھیں۔ یہاں تک کہ سوائے بغداد کے کوئی شہر ایسا نہیں تھا جس میں خلیفہ عباسی کا نفوذ باقی رہ گیا ہو۔ حتیٰ کہ جب آل بویہ نے (۳۳۴ھ میں) بغداد پر حملہ کیا اور اس شہر کو بھی بنی عباس کے نفوذ سے خارج کر دیا تو خلیفہ کی طاقت ظاہری طور پر قصر بادشاہی کی چار دیواری تک محدود ہو کر رہ گئی۔(11)

آل بویہ کو ظاہری طاقت و سیاسی قدرت ملنے کے بعد حالات یکسر بدل گئے اور ان حکمرانوں نے اپنی سیاست کی بنیاد "حسن سیاست و عوام سے خوش اسلوبی" اور "علم و دانش کی ترویج اور علما اور دانشوروں کی تکریم" جیسے اصولوں پر رکھی جس کی وجہ سے عالم اسلام میں یہ صدی "علمی نشات ثانیہ" کے نام سے مشہور ہے۔ اسی لئے عصر آل بویہ کو "عصر کتاب وکتابخانہ"، "عصر تعلیم وتدریس"، اور "عصر رونق علم و دانش" کہا جاتا ہے۔ اسی سلسلہ آل بویہ کے معروف سلطان رکن الدولہ نے رئیس المحدثین شیخ صدوقؒ کو "رے" جیسے عظیم شہر آنے کی باقاعدہ دعوت

دی اور خود ان کا بڑے پر تپاک انداز میں استقبال کیا۔ شیخ کے سامنے ایک عمومی دعوت میں باقاعدہ طور پر نبوت و امامت سے متعلق نہایت دشوار اور پیچیدہ سوالات پیش کئے گئے تاکہ وہ اس ذریعے سے شیخ کی علمی و اخلاقی حیثیت کا اندازہ لگا سکے۔ لیکن شیخ صدوقؒ نہایت متانت، صبر و تحمل اور بردباری سے تمام سوالات کے علمی اور استدلالی جواب پیش کرتے ہیں جس کا ذکر ان کی کتاب "کمال الدین" میں بھی ہوا ہے۔

اسی زمانے میں شیخ صدوقؒ کے بقیہ ادیان و مذاہب کے پیروکاروں سے علمی مناظرات بھی منعقد ہوئے۔ جن میں شیخ صدوقؒ نے اپنی علمی، اخلاقی اور معنوی شخصیت کا لوہا منوایا اور یہی وہ زمانہ ہے جب شیخ، صاحب بن عبّاد کے وسیع و عریض کتابخانے سے مستفید ہوتے ہیں اور اسی شہر میں موجود بقیہ مشائخ حدیث سے استماع حدیث کرتے ہیں جن کا ذکر ان کی مختلف کتب میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہاں شیخ کو فرصت ملی تو آپ نے شیعوں کی اہم ترین کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" کو تدوین کیا جو شیعہ فقاہت کا ایک بڑا منبع شمار ہوتی ہے۔

علمی سفر اور خدمات

اگر آپ کی تالیفات کو مجموعی اعتبار سے دیکھا جائے تو جس سے معارفِ قرآن و اہلبیت علیہم السلام، فقہ و اخلاق، تاریخ اسلام، مناقب و فضائل، کلام و اعتقادات، کا ایک وسیع و عریض اسلامی انسائیکلوپیڈیا تشکیل پاتا ہے اور آپ کی تالیف شدہ کتابوں کی تعداد ۳۰۰ کے قریب ہے۔ جن میں سے اکثر کا ذکر معروف رجالی نجاشی، آپ کے تذکرہ میں بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ شیخ صدوقؒ کی اکثر کتب، فقہی و اعتقادی موضوعات پر مشتمل ہیں تاہم قرآن و اہل بیت علیہم السلام کی احادیث کا اس سے عظیم مجموعہ اس سے قبل موجود نہ تھا۔ لہٰذا شیخ صدوقؒ کو یہ فوقیت حاصل ہے کہ آپ نے بیک وقت مختلف موضوعات پر کتب تحریر کیں۔ اپنی ایک قابل قدر کتاب "عیون اخبار الرضا" کو فقط صاحب بن عبّاد کیلئے تالیف کیا اور اسے ہدیہ میں یہ کتاب دی۔ (12)

شیخ صدوقؒ عالم اسلام کے معروف شہروں میں مسافرت کے لئے گئے اور وہاں مختلف نوعیت کے علمی، فکری، تدریسی و عبادی امور انجام دیے۔ شہر رے، جو قم کے بعد آپ کی رہائش رہا، مشہد مقدس آپ سلطان رکن الدولہ کے ساتھ زیارت امام رضاؑ کے لئے تشریف لے گئے۔ نیشاپور ۳۵۲ھ میں توقف کیا اور وہاں کے اکثر طالبان علم نے آپ سے کسب فیض کیا اور آپ نے وہاں حسین بن احمد بیہقی اور دیگر علما سے استماع حدیث کیا۔ اس کے بعد آپ مرو مسافرت کیلئے عازم ہوئے جو خراسان کا ایک قدیمی شہر تھا، وہاں ابو یوسف جیسے دوسرے علما سے استماع حدیث کیا۔ مشہد مقدس سے زیارت کے بعد ۳۵۲ھ میں آپ بغداد تشریف لے گئے جہاں آپ نے حسین بن یحییٰ علوی اور ابراہیم بن ہارون جیسے مشائخ بغداد سے قرائت حدیث اور علم فقہ کے معارف کو دقّت سے سمجھا۔

۳۵۴ھ میں آپ زیارت بیت اللہ الحرام کے قصد سے مکّہ تشریف لے جانے لگے تو راستے میں کوفہ سے گذرے اور وہاں چند روز قیام کیا اور محمد بن بکران، احمد بن ہارون، حسن بن محمد ہاشمی اور علی بن حسین سے مسجد کوفہ میں استماع حدیث کیا۔ ۳۵۴ھ میں حج بیت اللہ سے شرفیاب ہوئے اور اس کے بعد پیغمبر گرامی اسلام ﷺ کے روضہ اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی قبور کی کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ مکّہ سے واپسی پر آپ "فید" کے مقام پر رکے جہاں آپ نے احمد بن ابی جعفر سے استماع حدیث کیا۔ ۳۵۵ھ میں مکّہ سے واپسی پر دوبارہ بغداد پلٹے جہاں آپ بغداد کے معروف عالم و رہنما محمد بن محمد بن نعمان معروف بہ شیخ مفیدؒ سے ملے جنہوں نے آپ سے کسب فیض کیا اور آپ سے محمد و آل محمد ﷺ کی اخبار و احادیث استماع کیں۔

۳۵۵ھ میں حج سے واپسی پر "ہمدان" بھی تشریف لے گئے جہاں آپ نے قاسم بن عبدویہ سراج، محمد بن فضل جلّاب اور دوسرے فقہا سے استماع حدیث کیا، ۳۶۷ھ میں دوبارہ زیارت امام رضاؑ کے قصد سے مشہد تشریف لے گئے اور اسی سفر سے پلٹنے کے بعد ہی اپنی معروف کتاب "امالی" کو املا کروایا اور اس کتاب کے بعض حصّے اسی شہر میں تدوین کروائے۔ فرصت ملنے پر ۳۶۸ھ میں دوبارہ خراسان کا قصد کیا تو ماوراالنہر اور بلخ و بخارا بھی تشریف لے گئے اور اس سفر کے دوران امالی کا بقیہ حصہ املا کروایا۔

۳۶۸ھ میں سرخس سفر پر گئے تو ابی نصر سرخسی فقیہ سے استماع حدیث کیا۔ اسی طرح بلخ میں مختلف علما سے استماع حدیث کیا۔ فرغانہ میں شیعہ سنّی دونوں فرقے کے علما سے کسب فیض کیا، فرغانہ کے بعد سمرقند تشریف لے گئے جہاں آپ نے عبدوس بن علی گرگانی اور عبد الصمد انصاری سے استماع حدیث کیا، اس کے بعد "ایلاق" تشریف لے گئے تو وہاں اپنی عظیم کتاب "من لایحضرہ الفقیہ" تالیف کی۔ ایلاق کے سفر سے واپسی پر دوبارہ نیشاپور میں قیام کیا جہاں آپ نے علمی مذاکرات اور احکام دینی کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ یہیں پر آپ نے اپنی قابل قدر کتاب "کمال الدین و تمام النعمہ" تالیف کی جس میں حضرت مہدی ارواحنا لہ الفدا کی شناخت اور مہدویت کے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا۔ اسی جگہ آپ عالمِ خواب میں زیارت امام زمان (عجل اللہ فرجہ الشریف) سے مشرف ہوئے جس کا تذکرہ آپ نے اس کتاب میں بیان کیا ہے۔ انہی مسافرتوں کے دوران آپ استر آباد اور جرجان بھی تشریف لے گئے جہاں آپ نے محمد بن قاسم خطیب استر آبادی سے تفسیر معروف بہ تفسیر امام حسن عسکریؑ کو اخذ کیا اور اسی سے استماع حدیث بھی کیا۔ (13)

اہم تالیفات

آپ کی تالیفات میں سے بعض کے قلمی نسخے دنیا کی کئی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ ان میں سے جو کتب زیادہ اہمیت کی حامل ہیں اور ہم تک پہنچی ہیں، ان کی فہرست درج ذیل ہے:

.1	المقنع، (فقہ واحکام دین پر لکھی گئی کتاب)	.2	علل الشرائع، (فلسفہ احکام و تشریع کے اسباب)
.3	التوحید، (توحیدی مسائل اور عقائد)	.4	ثواب الاعمال و عقاب الاعمال
.5	العرض علی المجالس (الامالی)	.6	الاعتقادات، (شیعہ عقائد)
.7	الخصال المذمومہ والممدوحہ، (اخلاق اسلامی)	.8	عیون اخبار الرضا (تاریخ زندگی ائمہ ع
.9	دعائم الاسلام فی معرفۃ الحلال والحرام، (مسلمانوں کے عملی واجبات)		
.10	اثبات الولایۃ واثبات النص علی الائمہ، (اثبات ولایت و وصایت امیر المومنین علیؑ)		
.11	کمال الدین و تمام النعمہ، (حضرت حجت حق امام زمان (عج) کے وجود کا اثبات، غیبت کے دلائل اور ظہور کی شرائط)		
.12	من لایحضرہ الفقیہ، (احکام الٰہی اور فقہ آئمہ معصومینؑ پر مشتمل شیعہ جامع روائی "کتب اربعہ" کی عظیم ترین کتاب)		
.13	المواعظ۔ حقوق الاخوان۔ صفات الشیعہ، (حکمتِ عملیاور اخلاق اسلامی)		

نجاشی کے مطابق شیخ صدوقؒ کی تالیف کردہ کتب کی تعداد ۱۸۵ ہے لیکن ان تمام میں عناوین کااختلاف موجود ہے۔ اگرچہ شیخ صدوقؒ کی بعض کتب چند صدیاں پہلے تک موجود تھیں لیکن بعض مشکلات کے باعث ناپید ہو گئی ہیں جن میں سے ایک کتاب "مدینۃ العلم" ہے جو تقریبا ۴۰۰ سال پہلے مفقود ہو گئی ہے۔ اگر یہ عظیم قیمتی مجموعہ موجود ہوتا تو شیعہ "کتب اربعہ" چار جامع روائی شیعہ کی بجائے "کتب خمسہ" میں سے ایک شمار ہوتی۔ یہ کتاب شہید اوّل (۷۸۶ھ) اور علّامہ حلی (م۷۲۶ھ) کے زمانے تک موجود تھی۔ علّامہ شیخ آقابزرگ تہرانی لکھتے ہیں: قال الشیخ حسین بن عبد الصمد الحارثی فی درایتہ: و اصولنا الخمسۃ الکافی و مدینۃ العلم و کتاب من لایحضرہ الفقیہ و التھذیب و الاستبصار۔ (14) یعنی: "شیخ حسین بن عبد الصمد حارثی اپنی درایت میں لکھتے ہیں کہ: ہمارے اصول پانچ ہیں: الکافی، مدینۃ العلم، من لایحضرہ الفقیہ، تہذیب اور استبصار۔"

وفات

آپ ستَر یااس سے کچھ زائد سال کے سن میں سال ۳۸۱ھ میں اس دار فانی سے وداع کر گئے اور آپ کے جسد مطہر کو حضرت عبد العظیم حسنی کے جوار میں دفن کیا گیا جو آج بھی شہر رے میں مسلمانوں کی زیارتگاہ اور محلِ استجابتِ دعا ہے۔ آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت جس کا لوگوں نے عینی مشاہدہ کیاہے، یہ ہے کہ فتح علی شاہ قاجار کے دور (۱۲۳۸ھ) میں مرقد شریف شیخ صدوقؒ کہ جو "رے" کی سرزمین میں آج بھی موجود ہے کثرت بارش کے باعث خراب ہو رہی تھی اور اس میں کٹاؤ پڑ گیا۔ لہٰذا اس کے تعمیرِ نو کے لئے اس کے اطراف واکناف کو کھودا گیا تو اچانک اس سرداب تک کھدائی ہو گئی کہ جہاں ان کا مدفن تھا جب سرداب میں داخل ہوئے تو کیا دیکھا کہ ان کا جسم ابھی بھی تر و تازہ ہے اور ان کا بدن مستور العورہ ہونے لگا اور ان کی انگلیوں پر خضاب کے نشانات ابھی بھی تازہ تھے اور ساتھ ہی میں ان کے کفن کے دھاگے بوسیدہ حالت میں نمایاں تھے۔ یہ خبر تیزی سے پورے تہران میں پھیل گئی اور سلطان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے حکومت وقت کے مختلف اہل منصب کے ساتھ اس کرامت کے مشاہدے کا قصد کیا اور اکثر علما اور اشراف حکومت سرداب کے اندر تشریف لے گئے اور اپنی آنکھوں سے اس کرامت کا مشاہدہ کیا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان نے حکم دیا کہ اس عمارت کی باقاعدی تعمیر نو کی جائے اور اس عظیم بقعہ مبارکہ کی تزئین وآرائش کا انتظام کیا جائے۔ (15)

*****

حوالہ جات

1۔ مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، (بحار الانوار (ط - بیروت)، ج51، ص: 307, (ط - بیروت)، ج51، م1110 ق)، محقق / مصحح: جمعی از محققان، ناشر: دار إحیاء التراث العربی، چاپ: بیروت، سال 1403 ق، نوبت چاپ: دوم۔

2۔ شیخ طوسی، فہرست کتب الشیعۃ وإصولہم وإسماء المصنّفین وإصحاب الأصول (ط - الحدیثۃ)، النص، ص: 442۔ ناشر: ستارہ، مکان چاپ: قم، سال: 1420 ق، نوبت چاپ: اول۔

3۔ نجاشی، احمد بن علی ابو العباس، رجال النجاشی، ص: 389 تا ۳۹۲، ناشر: مؤسسۃ النشر الاسلامی التابعہ لجامعہ المدرسین بقم المشرفہ، چاپ: قم، سال 1365 ش، نوبت چاپ: ششم۔

4۔ ابن بابویہ، محمد بن علی، (مقدمہ معانی الاخبار بقلم مرحوم آیۃ اللہ ربّانی شیرازی بہ نقل از الاجازات، ص ۳۹، محقق / مصحح: غفاری، علی اکبر، مکتبہ الصدوق ۱۳۷۹ق۔

5۔ مجلسی، محمد باقر بن محمد تقی، (بحار الانوار (ط - بیروت)، ج10، ص: 405، (ط - بیروت)، ج51، م1110 ق)، محقق / مصحح: جمعی از محققان، ناشر: دار إحیاء التراث العربی، چاپ: بیروت، سال 1403 ق، نوبت چاپ: دوم۔

6۔ سید محمد باقر خوانساری، روضات الجنّات، ج۶، ص ۱۳۳، انتشارات اسماعیلیان، ۱۳۹۰ش۔

7۔ رسول جعفریان، تاریخ تشیّع در ایران، ص ۲۵۳ بہ نقل از کتاب ((النقض))، سازمان تبلیغات اسلامی، ۱۳۶۳ش۔

8۔ شیخ بھائی، الدرایہ، ص۹، ۱۳۸۴ش۔

9۔ صبحی صالح نہج البلاغۃ، کلمات قصار، ص: 507، سید رضی جمع آوری خطبات، نامہ ہا، و کلمات قصار سال ۱۳۸۵ش۔

10 ۔نواب اربعہ غیبت صغریٰ کے دوران اُن خاص افراد کو کہا جاتا ہے جو لوگوں اور امامؑ کے درمیان واسطے اور رابطے کا کام سرانجام دیتے رہے ہیں، جن کے اسامی درج ذیل ہیں: ۱۔ عثمان بن سعید (نمائندہ امام ہادیؑ اور امام حسن عسکریؑ)۔ ۲۔ محمد بن عثمان بن سعید فرزند عثمان بن سعید، ان دونوں نمائندوں کی مدت نیابت تقریبا ۴۵ سال رہی ہے۔ ۳۔ ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی، یہ وہی شخصیت ہے جس نے شیخ صدوقؒ کو والد گرامی کا خط امام زمان (عج) تک پہنچایا اور شیخ جیسے عظیم فرزند کی خبر ولادت باسعادت کو ان کے والد گرامی علی بن بابویہ تک پہنچائی، حسین بن روح ۲۱ سالہ نیابت کے بعد بالآخر ۳۲۶ ہجری میں وفات پائی۔ ۴۔ علی بن محمد سمری (سمیری) یہ امام (عج) کے آخری وکیل ہیں جو فقط ۳ سالہ نیابت کے بعد ۳۲۹ ہجری میں وفات پا گئے انہی کی وفات کے وقت غیبت صغریٰ کا زمانہ اختتام پذیر ہوتا ہے اور غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوتا ہے جو آج تک چلا آرہا ہے ''اللھم عجّل لولیك الفرج واجعلنا من اعوانه و انصاره و المستشهدین بین یدیه''

11۔ استانلی لین پول، طبقات سلاطین، ص ۱۲، ترجمہ: عباس اقبال، نشر دنیای کتاب، سال: ۱۳۶۳ش۔

12۔ شیخ صدوقؒ، عیون اخبار الرضا، ص ۴و۵، نشر صدوق، ۱۳۷۲ش۔

13۔ شیخ صدوق کے مختلف علمی سفر اور ان کی جزئیات کیلئے دیگر کتب سے رجوع کیا جائے کیونکہ یہاں اختصار کے باعث ان تمام اسفار کی کلیات ذکر کی ہیں، انکے تمام تر اسفار اور ان کی جزئیات کا جائزہ لینے کیلئے اور ان کی ترتیب کو بھی ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جو تحقیقات مندرجہ ذیل کتابوں میں ذکر ہوئی ہیں ان کی جانب رجوع کیا جائے، مثلا: اعیان الشیعہ؛ مقدمہ علل الشرائع بہ قلم محمد صادق بحر العلوم؛ تحقیقات عالمانہ مرحوم آیۃ اللہ ربانی شیرازی، جلد (۰)، بحار الانوار اور مقدمہ کتاب معانی الاخبار؛ رجال نجاشی اور من لایحضرہ الفقیہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

14۔ شیخ آقابزرگ تہرانی، الذریعہ، ج۲۰، ص ۲۵۲، دار الاضوا بیروت، ۱۴۰۳ھ ق۔

15۔ سید محمد باقر خوانساری، روضات الجنات، ج۶، ص ۱۳۳، انتشارات اسماعیلیان، ۱۳۹۰ش۔